شیخ الاسلام امام الجہاد شیخ جمیل الرحمن شہید رحمہ اللہ تعالی

تحریر: عبدالرحیم خٹک

دنیا کی سیاسی و جغرافیائی تشکیل نو میں جہاد افغانستان ایک طویل عرصے تک مورخ کا خاص موضوع رہے گا۔ عالم اسلام اپنے مستقبل کے تعین کے لئے جہاد افغانستان سے رہنمائی لے گا۔ طاغوتی طاقتیں ایمان و ایقان کی اس غریب و سادہ و رنگین داستان کو امت مسلمۃ کی نگاہ سے اوجھل کرنے کے لئے اپنے تمام شیطانی افکار اور قوتوں کے ساتھ مصروف عمل رہیں گی۔ اسلام اور کفر کی آویزش کا یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

لیکن جہاد افغانستان اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مرکزی منبع تصور ہو گا۔ جب کہ اثرات و نتائج کے لحاظ سے اس عظیم اسلامی جہاد کی تاریخ ۳۰۔ اگست بروز جمعۃ لمبارک ۱۹۹۱ء کا دن نہایت بد قسمتی کا دن تصور کیا جائے گا کہ اس دن افغان جہاد کے حقیقی بانی ایک عالم ربانی امام الجہاد و مؤسس جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ اور امارت اسلامی کنڑ (افغانستان) کے سربراہ شیخ جمیل الرحمن رحمہ اللہ ایک شقی القلب استعماری ایجنٹ کے ہاتھوں قریباً ایک بجے جام شہادت نوش کر کے دار فانی سے رحلت کر گئے۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔

مجاہدین اسلام ایک عالم ربانی کی قیادت سے اس وقت محروم کر دیئے گئے جو اسلامی جہاد کے مقاصد کے حصول کا وقت تھا انہوں نے تن تنہا جہاد کا آغاز کیا اور اپنی پیہم کوششوں سے جہاد کو شعلہ جوالہ بنا کر ہر سو کوہساروں پر مجاہدین کے

لشکر ہی لشکر کھڑے کر دیئے تھے۔ افغانوں کی قوت ایمانی نے ساری دنیا سے داد شجاعت حاصل کی آج افغانستان میں جہاد اسلامی کے مقاصد و اثرات کو بار آور دیکھنے کے متمنی مخلص مسلمان شدت سے ان کی کمی محسوس کر رہے ہیں۔

وہ قرآن و سنت کے ایک متبحر عالم باعمل تھے وہ امامت صغریٰ سے امامت کبریٰ کی ذمہ داریوں کو نباھنے کی پوری صلاحیتوں سے مزین تھے۔ یہ محض عقیدت ہی نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ اس درویش خدامست کے بچپن سے شہادت تک کی زندگی کے شب و روز اور نشست و برخاست کا مطالعہ کیا جائے تو تاریخ کا یہ اصول غلط نظر آئے گا کہ شخصیات تاریخ کی پیداوار ہوتی ہیں بلکہ صدق دل سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ عالم اسلام کے اس بطل جمیل و جلیل کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جنھوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں تاریخ کا دھارا بدل دیا۔ تاریخ میں اسلامی تہذیب و تمدن کو ترقی اور فروغ دینے میں باکمال شخصیات کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہر ایک اپنے مخصوص میدان میں روشنی کا مینار ہے۔ مگر ایسی شخصیت خال خال نظر آتی ہے۔ جو مفسر قرآن بھی ہو اور شارح حدیث بھی جو اسلامی افواج کا جرنیل بھی ہو اور خود پاپیادہ مجاہد اسلام بھی، جو پہاڑی گوریلا بھی ہو اور پہاڑوں میں مجاہدین کا تزکیہ درس قرآن سے بھی کرتا ہو۔ عقیدہ توحید سے اصلاح معاشرہ بھی کر رہا ہو اور قرآن و حدیث کے مراکز قائم کر کے ۳۲ ہزار طلباء کو قرآن و حدیث کی روشنی سے منور بھی کر رہا ہو۔

جس وقت علماء اپنے اپنے فقہی مسلک کی افضلیت ثابت کرنے میں کوشاں رہے ہوں وہ امت مسلمہ کے امراض کا علاج قرآن و حدیث کے تریاق سے کر رہا ہو۔

جو علماء اور طلبہ کا قدردان، مسلمانوں کے لئے سراپا احترام، مجاہدین کے لئے سراپا نیاز، یتیموں اور بیواؤں کا سرپرست، ہر نیک کام کا حمایتی اور تصدیق کرنے والا، ہر بدی کو صرف جھٹلانے والا ہی نہیں بلکہ عملاً اس کے خلاف برسرپیکار، مال و دولت کے خزانے اس پر برس رہے تھے اور یہ بندہ خدا دونوں ہاتھوں سے انہیں لٹا رہا تھا۔ اور یہ مرد درویش ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا کہ بخدا اپنی اولاد کے لئے دس روپے تک بھی نقد ترکہ نہیں چھوڑا اس کی اولاد یتیم بھی ہے اور مسکین بھی۔ وہ نہایت شفیق باپ ہی نہیں ایک مہربان شوہر بھی تھا۔ جہاد کی مصروفیات کی وجہ سے رات گئے سوتے بچوں کا ماتھا چوم کر پیار کرتا تھا۔

وہ جہاد کے بانی تھے۔ اللہ کے لئے گھر بار چھوڑا تو اس طرح کہ زندگی کا لمحہ لمحہ اسلام کے لئے وقف کر دیا وہ علامہ اقبال کے اس شعر کے مصداق تھے کہ

ہر لحظہ ہے مؤمن کی نئی شان نئی آن
تدبیر میں تقدیر میں اللہ کی برہان

آپ کی محفل سے مشرف شدہ لوگ اب بھی وہ تڑپ محسوس کر رہے ہیں جو ایک عالم ربانی اور ایک ولی اللہ کی محفل میں ایک مسلمان فیوض و برکات کی صورت میں محسوس کرتا ہے آپ کا سب سے بڑا وصف قرآن و حدیث پر سختی سے کاربند رہنا اور قرآنی بشارتوں اور وعیدوں پر غیر متزلزل یقین تھا۔ آپ کی تحریک اور راہ عمل کا یہ امتیاز ہمیشہ نمایاں رہے گا کہ آپ نے معاشرے کی اصلاح کا کام عقیدہ توحید سے شروع کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریک وقتی مصلحتوں اور سیاست کی آمیزش سے محفوظ ہے۔ عالم اسلام میں بہت سی تحریکیں

سرگرم عمل ہیں۔ مگر وہ وقتی مصلحتوں اور سیاسی اتار چڑھاؤ کا اس قدر ساتھ دیتی ہیں کہ وہ مغربی انداز سیاست کی دلدادہ سیاسی پارٹیوں کے مشابہ لگنے لگتی ہیں۔ ایک شیخ رحمہ اللہ نے اپنے لئے انبیاء علیہم السلام کا مشن منتخب کیا تھا۔ ایک اسلامی تحریک کا بنیادی مقصد عقیدہ توحید کے ذریعے اصلاح معاشرہ ہونا چاہیئے۔ توحید کے راستے کے مسافروں کی تاریخ جتنی دلکش ہے اتنی خونچکاں بھی ہے۔ مگر شیخ رحمہ اللہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنے اور پرایوں کے تیر سہتے ہوئے اس راستے پر چلتے رہے ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کو تقویت، کامیابی اور نجات کا راستہ قرآن و حدیث سے مل سکتا ہے اس راستے میں قدم کتنا ہی جان لیوا اور بوجھل کیوں نہ ہو۔ رب کعبہ کی قسم "ذالک الفوز الکبیر" یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس مضمون کے ذریعے ہم ایک شخصیت کی نہیں بلکہ قرآن و حدیث کے فیوض و برکات کی داستان سنا رہے ہیں۔

دنیا کے انتہائی پسماندہ خطہ افغانستان کے فلک بوس پہاڑوں میں گھرے ہوئے اور دریائے کنڑ کے کنارے واقع موضع ننگلام میں آج سے ۵۲ سال قبل ایک مذہبی گھرانے میں ایک خوبصورت سرخ و سفید بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ پڑھنے کے قابل ہوتا ہے تو عالم و فاضل چچا اُسے ابتدائی کتابیں پڑھاتا ہے۔ چچا کا اپنا بیٹا مولوی عبدالوکیل اپنے باپ سے احتجاج کرتا ہے کہ آپ اپنے بھتیجے سے زیادہ پیار اور زیادہ محنت کرتے ہیں اور مجھے اچھا نہیں سمجھتے۔ باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے بیٹے جمیل الرحمن ہمارے خاندان کا نام روشن کرے گا اس بچے میں مجھے ایسے آثار نظر آتے ہیں کہ یہ حقیقی عالم دین بنے گا محنتی ہے۔ لہو و لعب میں وقت نہیں گزارتا۔ اس بچپنے میں تعلیم کے ساتھ اس کے تقوی و عبادت کی حالت قابل رشک

ہے۔

اس کے بعد کنڑ کے مرکز اسد آباد میں مولوی عبدالخالق کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے قابل استاد نے بہت جلد اپنے ہونہار طالب علم کو مشورہ دیا کہ وہ مزید تکمیل علوم کے لئے پاکستان چلا جائے۔ باجوڑ، سوات، چارسدہ میں تحصیل علم کی پنج پیر میں شیخ القرآن مولانا طاہر اور راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خان سے درس قرآن کا شرف بھی حاصل کیا۔ دارالعلوم چارسدہ کے مولوی عبدالرحمن جو اہل حدیث تھے آپ ان کی شخصیت سے بہت متاثر تھے۔ پاکستان سے فارغ ہونے کے بعد عازم وطن ہوئے۔ افغان معاشرہ کی مطلق العنانیت اور روس کے ساتھ افغان حکومت کے بڑھتے ہوئے تعلقات کا مطالعہ کرتے رہے۔ پھر عازم قندھار ہوئے۔ وہاں اہل علم طبقہ نے آپ کا علم و فضل دیکھ کر آپ کو مجبور کیا کہ آپ قندھار میں درس قرآن دیں۔ اس طرح آپ نے وہاں تین سال تک مسلسل تشنگان دین کو قرآن سے سیراب کیا۔ لیکن خود بے چین رہتے تھے کہ اسلامی دنیا کے ساتھ عموماً اور پاکستان کے ساتھ خصوصاً افغان حکومت کے تعلقات سرد مہری پر مبنی ہیں۔ بھارت اور روس کے ساتھ روز بروز تعلقات اور مراسم بڑھ رہے ہیں خصوصاً ظاہر شاہی مطلق العنانی کے دور میں حج اور دیگر اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔

آپ کی مالی حالت لکڑی کی تجارت کا پیشہ اپنانے کی وجہ سے بہت مستحکم تھی مگر آپ نے تجارت ترک کر کے عقیدہ توحید کے ذریعے اصلاح معاشرہ کا کام شروع کیا۔

افغانستان کے سرکردہ علماء پر مشتمل امت مسلمہ کے نام سے تحریک

موحدین کا سنگ بنیاد رکھا یہ افغانستان کی تاریخ کی اولین تنظیم تھی جس نے عقیدہ توحید سے مسلم معاشرے کی اصلاح کا آغاز کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اپنے پرائے اور حکومت وقت مخالفت پر اتر آئی جن لوگوں کی خاندانی عظمت جاہل معاشرے کی رسومات اور بدعات پر قائم تھی جب وہ کسی صورت میں شیخ صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ مصالحت کرنے پر آمادہ نہیں تھے۔ تو ایک مطلق العنان حکومت آپ کو کیسے برداشت کرتی۔

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں نہایت سرکش اور جابر لوگ گذرے ہیں۔ عوام ان کے ظلم اور جبر کے آگے بے بس ہو کر سب کچھ سہتے رہے۔ مگر توحید کا نعرہ لگانے والا اکیلا اٹھا تو خدا کے منکروں، ظالموں اور جابروں کے محلات تک لرز اٹھے اور آج ان کی بستیاں عبرت کا نشان ہیں۔ وماقوم لوط منکم ببعید۔

حکومت وقت یہ کب برداشت کر سکتی تھی کہ موضع ننگلام کا ایک مسکین موحد حکومت کی داخلی اور خارجی پالیسیوں کو اسلام کے منافی قرار دے۔ حکومت نے اس جرات مومنانہ کو پاکسانی ایجنٹ، وھابی اور بنج پیری کا الزام لگا کر سزا دی اور آئے دن گورنر چاغ سرانی اسعد آباد کے دفتر میں آپ کی پیشی ہوتی تھی۔

جب روس کے ساتھ بڑھتے ہوئے مراسم نے بازاروں درسگاہوں اور سرکاری دفاتر میں اپنا رنگ جمانا شروع کیا تو اسلام کے ساتھ لگاؤ رکھنے والے طلبہ نے جلوس نکال کر احتجاج شروع کر دیا تو اس وقت شیخ جمیل الرحمن نے معاشرے کی اصلاح اس حد تک کر دی تھی کہ کنڑ کا ہر باشندہ اسلام کی بالادستی کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار تھا۔

ظاہر شاہ کا تختہ الٹنے کے بعد سردار داؤد برسراقتدار آیا تو اس نے بھی

استبداد کا ہر نسخہ ازمایا اور اسلام پسند طلباء پر تشدد کرنا شروع کر دیا۔ سردار داؤد کے خوف سے کابل یونیورسٹی کے اسلام پسند طلباء کابل چھوڑنے پر مجبور ہوئے تو کنڑ میں شیخ جمیل الرحمن رحمہ اللہ کی پناہ میں آگئے۔ اسی اثناء میں آپ نے کنڑ سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات دیر، باجوڑ اور مھمند ایجنسی کے علماء کرام سے رابطہ کیا اور ان سے افغانستان کے حالات اور روس کے بڑھتے ہوئے اثرات و نتائج پر بحث کر کے جہاد شروع کرنے کی بات میں ان کی حمایت حاصل کی سردار داؤد کے دور میں کنڑ کے علماء نے آپ کی سرکردگی میں جہاد کا فتویٰ صادر کیا۔

سب سے پہلے آپ کے شاگردوں نے افغانستان کی سرزمین پر اسلام کی حاکمیت بحال کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کیا اور یوں افغانستان میں عملاً جہاد کا آغاز ہو گیا۔ جہاد کے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے روس اپنے پسندیدہ سردار داؤد کو انقلاب ثور کے نام سے کچل کر نور محمد ترکی کو برسر اقتدار لایا اور یوں روس کے ساتھ بڑھتے ہوئے مراسم سے شیخ کو جو خطرات لاحق تھے وہ سچ ثابت ہوئے۔ کیمونسٹ فوج سرزمین افغانستان کے میدانوں اور کوہساروں کو روندتی ہوئی مارچ کرنے لگی اور روس اپنی سپر طاقت کے زعم اور قہر سامانیوں کے ساتھ وارد ہوا۔ اپنی قوت کا ہر حربہ ازماتے ہوئے وحش و بربریت کے وہ مظاہرے کئے کہ آزاد دنیا چیخ اٹھی اور یوں کائنات کا ذرہ ذرہ افغان مجاہدین کا ہمنوا ہو گیا۔ ۲۰۔اپریل ۱۹۸۹ء میں ترہ کی حکومت میں کنڑ کے دارالحکومت اسعد آباد کے مضافات میں روسی بمبار طیاروں نے اس قدر بمباریاں کی کہ سارا علاقہ کھنڈرات کا ڈھیر ہو گیا اور اجتماعی طور پر گیارہ سو افراد زندہ درگور ہو گئے۔

ان حالات میں شیخ جمیل الرحمن شہید نے امت مسلمہ کے نام سے قائم تنظیم کو معطل کر کے عملی جہاد میں مجاہدین کی مسلسل چار سال تک قیادت کی اور افغانستان کے تمام صوبوں میں جہاد کو وسعت دی اور یوں روسی ہر طرف سے زرغے میں آ گئے۔

شہید شیخ جمیل الرحمن رحمہ اللہ اس لحاظ سے افغان جہاد کے بانی اور امام الجہاد کھلاتے ہیں کہ

۱۔ سب سے پہلے انہوں نے دینی تحریک شروع کی اور عقیدہ توحید سے اصلاح معاشرے کا کام شروع کیا۔

۲۔ حکومت کی خارجہ اور داخلہ پالیسی پر برملا تنقید آپ نے شروع کی۔

۳۔ کابل یونیورسٹی کے اسلام پسند طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ آپ کا رابطہ تھا۔

۴۔ جب کابل میں اسلام پسند طلبہ کا رہنا دشوار ہوا تو آپ نے سب کو پناہ دی۔

۵۔ آپ نے افغانستان میں جہاد کی ضرورت کے بارے میں علماء کو قائل کیا۔

۶۔ آپ نے سب سے پہلے کنڑ سے جہاد کا فتویٰ صادر کیا۔

۷۔ آپ رحمہ اللہ ہی نے جہاد کا آغاز کیا اور سب سے پہلے آپ ہی کا شاگرد شہید ہوا۔

۸۔ آپ رحمہ اللہ ہی کنڑ میں پناہ لینے والے مجاہدین کے مصارف برداشت کرتے تھے اور ان کے کپڑے تک اپنے گھر میں دھوتے تھے۔

۹۔ آپ نے خود مجاہدین کی قیادت کی اور افغانستان کے جہاد کو کنڑ سے دوسرے صوبہ جات تک وسعت دینے میں آپ رحمہ اللہ کی جہادی قیادت کا بہت بڑا حصہ ہے۔

۱۰۔ آپ رحمہ اللہ کی کوششوں سے پشاور میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ افغان رہنماؤں نے حزب اسلامی کی تنظیم قائم کی اور قاضی محمد امین وقاد اس جماعت کے پہلے سربراہ مقرر ہوئے۔

۱۱۔ آپ نے اتحاد مجاہدین کو اس جماعت میں مدغم کیا اور زندگی کے آخری ایام تک اتحاد پر زور دیتے رہے۔

۱۲۔ کنڑ میں آپ رحمہ اللہ کی تحریک اور ذات کی وجہ سے ہی اسلام پسندوں کو تقویت ملی اور وہ جہاد کے لئے منظم ہوئے۔

آپ رحمہ اللہ کنڑ میں امت مسلمہ کے نام سے تحریک نہ چلاتے تو کنڑ سے جہاد کا آغاز ممکن نہ تھا یہ آپ کی ذات اور امت مسلمہ کی برکت تھی کہ اسلام سے لگاؤ رکھنے والوں اور کمیونزم کے خلاف فیصلہ کن اقدام کرنے والوں کو کنڑ کی سرزمین راس آئی۔

کنڑ ہی سے جہاد کا آغاز ہوا۔ روسی تسلط سے سب سے پہلے آزاد ہونے والا صوبہ بھی یہی تھا سب سے پہلے آپ کی سربراہی میں امارت اسلامی کے نام سے اس آزاد خطہ پر اسلامی شریعت کے قوانین نافذ ہوئے اور اس خطہ کے لوگوں نے اسلامی شریعت کے آگے سر تسلیم خم کیا۔

مندرجہ بالا سطور اور دلائل کی بناء پر ہم بلاخوف و تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیخ رحمہ اللہ افغانستان میں جہاد کے بانی تھے اور انہی کی ذات حقیقی معنوں میں امام الجہاد کہلانے کی مستحق ہے۔ ان خدمات کی وجہ سے تاریخ اسلام کی ممتاز شخصیات میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ انشاء اللہ ان کا نام علماء، صلحاء اور شہداء کی فہرست میں شامل ہوگا جن کو بقول حافظ ابن قیم رحمہ اللہ یدعی عظیم فی ملکوت السمٰوات کے نام

سے پکارا جائے گا۔

جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کا قیام

مروجہ تصور کے مطابق تحریک چلانے سے شیخ رحمہ اللہ کے سیاسی عزائم نہیں تھے۔ وہ قرآن وسنت کی حاکمیت کے متمنی تھے۔ قرآن وحدیث کے داعی تھے۔ وہ انسان کو انسانوں اور رسم ورواج کی غلامی سے چھڑا کر اسلام کی پناہ میں لانا چاہتے تھے۔ ان کو اس بات سے بہت دکھ ہوتا تھا کہ مسلمانوں کی سرزمین پر مسلمانوں کے شب وروز اسلامی ضابطوں کی بجائے طاغوتی قوانین اور رسومات میں گزریں اس لئے اصلاح امت کے لئے انہوں نے انبیاء کے طریقہ کار کو اپنایا۔

امت مسلمہ کے نام سے علماء کرام کو منظم کیا اور عقیدہ توحید سے اصلاح معاشرہ کا آغاز کیا جب افغانستان میں شیخ کی جدوجہد سے عملاً جہاد کا آغاز ہوا تو آپ نے امت مسلمہ کو معطل کر کے مجاہدین کے اتحاد کی کوشش شروع کی بعد میں مجاہدین کی یہ واحد جماعت دن بدن نئی جماعتوں میں منقسم ہوتی گئی اور یوں سات پارٹیاں بن گئی۔

جب آپ اتحاد سے بالکل مایوس ہو گئے تو آپ نے اصلاح احوال کے لئے جہاد کے ساتھ دعوت کی ضرورت شدت سے محسوس کی اور جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے نام سے آپ نے الگ جماعت قائم کی۔

اس جماعت کی تشکیل کے بعد آپ نے مہاجر کیمپوں اور صوبہ سرحد کے اہم شہروں میں دینی مدارس کھولے۔ سینکڑوں مساجد میں باقاعدہ درس قرآن کا بندوبست کیا علماء کرام سے وسیع رابطے کی مہم شروع کی۔

ان پر درس قرآن و حدیث کی اہمیت اجاگر کی۔ آج بھی آپ کے قائم کردہ مدارس میں ۳۲ ہزار طلباء زیر تعلیم ہیں آپ کے مدارس کے فارغ التحصیل طلباء اعلیٰ تعلیم کے لئے سعودی عرب کی متعدد یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں۔ دعوت کے میدان میں آپ کے قائم کردہ دینی مراکز کے پودوں سے یقیناً افغانستان تو کیا سارے عالم اسلام کی فضا معطر ہو گئی۔ آپ نے پاکستان کے دینی مراکز کے علاوہ انفرادی طور پر جس عالم نے بھی درس قرآن جاری کرنے کی خواہش کا اظہار کیا آپ ہر طرح سے اس کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ آپ مجاہدین کے تزکیہ و تربیت کے لئے سیمنار منعقد کیا کرتے تھے۔ جہاد کے محاذ پر آپ نے قرآن و حدیث پڑھانے کا اہتمام کیا تھا مجاہدین کے بارے میں آپ پارٹی کی سطح سے بالاتر تھے۔ مجاہد کا تعلق خواہ کسی پارٹی سے ہوتا آپ اس سے نہایت شفقت سے پیش آتے اور ضرورت کے وقت اس کی دل کھول کر اعانت فرماتے مگر اس کو جہاد کے اسلامی اصولوں پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ محاذ جہاد پر اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کے مرتکب افراد کو آپ کا سامنا کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔

الغرض جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ ایک نوزائیدہ جماعت تھی مگر قرآن و حدیث کی داعی ہونے کی حیثیت سے اہل علم کی جماعت بن گئی افغان مجاہدین اور پاکستان کے علماء میں اس کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اس جماعت نے عام مسلمانوں علماء اور طلباء کو ایک نیا ولولہ دیا۔ جس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب متحدہ اسلامی ادارے کی تشکیل کے لئے کنڑ میں مقیم تمام احزاب کے درمیان انتخابات ہوئے تو اس میں جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کو

بھاری اکثریت حاصل ہوئی اور امارت اسلامی کے نام سے کنڑ کے آزاد خطہ پر اسلامی شریعت کی حاکمیت قائم ہوئی شیخ جمیل الرحمن اس اسلامی حکومت کے پہلے سربراہ مقرر ہوئے۔ آج جماعت الدعوۃ ایک بین الاقوامی شہرت کی حامل جماعت ہے۔ اسلامی دنیا کے ہر ملک کے موحدین کا اس کے ساتھ رابطہ ہے۔ یورپ اور امریکہ میں مقیم اور زیر تعلیم طلبہ ان ممالک میں جماعت الدعوۃ کے تحت اسلام کی قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جماعت للدعوۃ کی بنیاد وقتی ضروریات پر نہیں بلکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تقاضوں پر رکھی گئی ہے۔ یہ دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح اقتدار کی حرص سے آزاد قرآنی صداقتوں پر استوار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ "ان العاقبۃ للمتقین"

امارت اسلامی کا قیام

شیخ جمیل الرحمن رحمہ اللہ کی ساری زندگی اسلام کے لئے وقف تھی امارت اسلامی کا قیام ان کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کا ذکر جہاد افغانستان کی تاریخ میں ہمیشہ عقیدت اور احترام سے کیا جائے گا امارت اسلامی کے قیام سے شیخ رحمہ کی دلی وابستگی اور خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کا دل بے اختیار گواہی دیتا ہے کہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا یہ عظیم مجاہد صرف رضاء الٰہی کا طالب تھا اسلام کے لئے مصائب برداشت کیے ہجرت کی صعوبتیں برداشت کیں اپنا گھر بار لٹایا جب موقع ملا تو آزاد خطہ میں اسلامی ادارہ تشکیل دے کر وہاں کے باشندوں کو اسلامی شریعت کا تحفظ دیا کہ زمین شہداء پر صرف اسلامی شریعت کی حاکمیت ہی زیب دیتی ہے۔ کوئی دوسری طرز حکومت سرزمین شہداء کی توہین ہی نہیں بلکہ اللہ کے غضب کو

للکارنے کی جاہل فکر بھی ہے۔

افسوس کہ اس وقت کی افغان عبوری حکومت نے اس اسلامی ادارے کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور کنڑ میں اسلامی شریعت کے تحت مسلمانوں کے تحفظ اور امن کو علیحدگی کی کوشش سے بدنام کرتی رہی۔ افغان احزاب میں اتحاد فکر کا کوئی رشتہ موجود نہ تھا۔ سوائے اس شرعی ادارے کی مخالفت کے۔ مہاجرین، مجاہدین پاکستان اور باہر کی دنیا میں اس شرعی حکومت کو بدنام کرنے کے لئے سارا زور صرف کر دیا گیا۔ مغربی ذرائع ابلاغ اور امدادی ایجنسیوں نے بھی اس ادارے کو خوب نشانہ بنایا مگر خدا کے فضل و کرم سے مخالفت کے باوجود امارت اسلامی اب تک قائم ہے اور یہی امارت اسلامی کی برکت ہے۔

ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ افغانستان کی سرزمین پر صرف وہ لوگ اور جماعت برسراقتدار رہ سکے گی جو افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے مخلص ہوگی۔ اسلام کے ساتھ غیر مخلص عناصر کے لئے افغانستان کے اقتدار اور سیاست میں کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

افغانستان کے مسلمان سوال کرتے ہیں کہ امارت اسلامی کو کوسنے والے خود افغانستان میں ابھی تک اسلامی شریعت نافذ کرنے میں کامیاب کیوں نہیں ہوئے۔ عامۃ المسلمین کے عطیات سے چلنے والی جماعت نے کنڑ میں اسلامی ادارہ قائم کر کے دکھا دیا مگر بین الاقوامی امداد اور وسائل سے استفادہ کرنے والی بڑی بڑی جماعتیں کیوں افغانستان کے مسلمانوں کو پرامن اسلامی حکومت نہیں دے سکیں۔

پرامن اسلامی افغانستان بنانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ افغان احزاب کے زعماء اقتدار کی بجائے قرآن و سنت کے تقاضوں کے مطابق اتحاد قائم کریں اور

کرسی کی بجائے رضائے الہیٰ کو مقصود ٹھہرائیں۔ کمیونزم کے خاتمے کے بعد افغان احزاب کے درمیان دلوں میں کدورت اور پرامن اسلامی افغانستان بنانے میں رکاوٹ اس بات کا غماز ہے کہ افغان رہنماؤں کو اپنی ملت کے چودہ سالہ مصائب کا احساس نہیں اور وہ چودہ لاکھ شہدا کے ایثار کو بھول بیٹھے ہیں۔ بیواؤں اور یتیموں کی آہیں سننے سے ان کے کان معذور ہیں۔ دنیا بھر میں پائے جانے والے افغان جہاد کے حامیوں اور انصار کی ہمدردیوں کا انہیں کوئی پاس نہیں۔

بصیرت مومن

جب شیخ جمیل الرحمن شہید نے امارت اسلامی کنڑ کے پہلے سربراہ کی حیثیت سے شرعی ذمہ داریاں سنبھالیں تو افغانستان کی اس وقت کی عبوری حکومت کے دعویٰ کے مطابق افغانستان کے نوے فیصد رقبے پر مجاہدین کا کنٹرول تھا مگر اس کے باوجود عبوری حکومت کو افغانستان میں منتقل ہونے کی توفیق نہیں ملی۔ وہ کہیں بھی شرعی ادارہ قائم نہ کر سکی اور نہ عبوری حکومت کے تحت جہاد کا منظم و متحدہ منصوبہ پیش کر سکی۔ عبوری حکومت میں شمولیت کے باوجود افغان احزاب میں فکر و اتحاد کی رمق موجود نہیں تھی اور مجاہدین سخت مایوسی سے دوچار تھے ان حالات میں شہید شیخ جمیل الرحمن نے سارے آزاد صوبوں کے مجاہدین سے اپیل کی کہ جہاں سے جس پارٹی کی اکثریت ہے وہ دوسرے احزاب کے ساتھ مل کر متحدہ اسلامی ادارے تشکیل دے تاکہ آزاد صوبہ جات کا انتظام اسلامی شریعت کے تحت منظم ہو اس طرح اسلامی شریعت کے نفاذ سے مجاہدین کی صفیں غیر اسلامی عناصر کی سازشوں سے محفوظ ہو جائیں گی شیخ رحمہ اللہ اسلامی

اداروں کی تشکیل پر اس حد سے زور دے رہے تھے کہ جب روسی فوج کا انخلاء شروع ہوا تو انہوں نے اپنی مؤمنانہ فراست سے اندازہ لگالیا تھا کہ میدان جنگ میں شکست کے بعد اب روس مذاکرات کے نام پر افغان جہاد کے نتائج کو سبوتاژ کرے گا اور وہ تمام قوتیں جو دنیا میں اسلامی انقلاب کی راہ روکنا چاہتی ہیں افغان مجاہدین کے خلاف روس کے ساتھ مل کر مشترکہ پالیسی اختیار کریں گی۔ دنیا نے دیکھا ایک کے پیش کئے جانے والے ان ماہرانہ فارمولوں کا واحد مقصد یہ ہوتا تھا کہ کسی طرح بھی افغانستان میں ایسی حکومت قائم نہ کی جائے جو افغان عوام کو چودہ سالہ اسلامی جہاد کے ثمرات سے مستفید کر دے۔ شیخ رحمہ اللہ نے آزاد صوبہ جات کے مجاہدین سے یہ اپیل بھی کی تھی کہ وہ اپنے اپنے صوبوں میں متحدہ جہاد کمانڈ تشکیل دیں اور اپنے سارے وسائل اس متحدہ ادارے کے حوالے کر دیں اس طرح کے اداروں کے قیام سے کابل کی فتح یقینی ہو جائے گی۔ مگر اس وقت شیخ رحمہ اللہ کی اس تجویز پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کابل میں فاتحانہ انداز میں داخل ہونے کی بجائے مجاہدین گلم جم ملیشیا اور خلقیوں کی مہربانیوں سے داخل ہوئے۔ مجاہدین کے سربراہوں نے نجیب کی فوج کے جرنیلوں کو اسلام دوستی کی اسناد عطا کیں۔ آج نجیب بیٹھا افغان مجاہدین کے درمیان خونریزی کا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ آج افغان احزاب کے اوپر ایسا کوئی ادارہ قانون اور پابندی موجود نہیں جو ان کو متحد رکھ سکے۔

شیخ جمیل الرحمن نے اتحاد کیلئے یہ تجویز بھی پیش کی تھی کہ افغان احزاب کے درمیان اتحاد قائم رکھنے کے لئے علماء کی ایک نگران کونسل مقرر کی جائے جو اتحاد میں شامل جماعتوں کی کارکردگی کا خلوص سے جائزہ لے۔

اگر کوئی پارٹی اتحاد کے اصولوں کی خلاف ورزی کرے تو نگران کونسل اس پارٹی کی خلاف ورزی سے افغان عوام اور مسلمانان عالم کو آگاہ کردے اور پارٹی کے خلاف شرعی فیصلہ صادر کرے۔

انہوں نے یہی تجویز پیش کی تھی کہ ماضی میں ہر پارٹی اپنے مفادات کو مد نظر رکھتے ہوئے اتحاد کرتی تھی اس لئے کوئی بھی اتحاد دیرپا ثابت نہیں ہوتا تھا متحدہ اسلامی اداروں کے قیام کے بعد پارٹی کی شناخت ختم ہو جائے گی سارے وسائل متحدہ اداروں کے حوالے ہوں گے اس طرح مجاہدین پارٹی تعصبات سے بالاتر ہو کر ایک کمانڈ کے تحت بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کر سکیں گے۔ مگر افغان عبوری حکومت نے آزاد صوبوں کے مجاہدین کو متحدہ اداروں کے قیام کا موقع نہ دیا بلکہ برملا کنٹرول کے اسلامی اداروں کے قیام کی مخالفت کرنے لگے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ نجیب کے، منظر سے ہٹ جانے کے باوجود احزاب ایک خلا محسوس کر رہے ہیں اور وہی خلا آج بدامنی اور انتشار کو جنم دے رہا ہے۔ افغان جہاد کے اثرات ضائع ہو رہے ہیں خدا نہ کرے کہ امن کے قیام کے لئے افغان عوام کو غیر اسلامی فارمولوں کا سہارا لینا پڑے۔ ان تمام حالات کی ذمہ داری افغان احزاب کی قیادت پر ہو گی راہ خدا میں چودہ سالہ جہاد کرنے کے باوجود وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق اتحاد قائم نہ رکھ سکے۔ ان کی آپس کی بے اعتمادی سے افغانستان میں امن مفقود اور اسلامی حکومت کا قیام تشنہ تعبیر ہے۔

شیخ کے خصائل

شیخ نہایت بلند اخلاق اور کردار کے مالک تھے وہ اس آیت قرآنی کے
مصداق تھے کہ

اشداء علی الکفار ،

وہ مسلمانوں کے لئے اپنے ،ا
مصیبت ہ